افتتاحیہ ☆

ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری

حضرات گرامی!

آج سے تقریباً ایک سال قبل اسی ساعت گاہ میں مجھے ایک اور قومی ورکشاپ کے شرکاء کے خیرمقدم کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ اس وقت ہمارے شعبہ فقہ و قانون نے طبی فقہی مسائل پر ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا تھا جس میں شرکت کے لئے ملک کے مختلف حصوں کے اہل علم یہاں جمع ہوئے تھے۔ اس بات ادارہ کے ایک اور شعبے' شعبہ تحقیق التراث' نے ایک نہایت اہم موضوع پر ملک کے اہل علم کو دعوت دی ہے اور وہ موضوع ہے مسلمانوں کے علمی مخطوطات کا تحفظ اور ان پر تحقیق۔ ہمیں خوشی ہے کہ اس بار بھی اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور اہل علم نے ہماری دعوت کی پذیرائی فرمائی اس ورکشاپ کے لئے بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ مقالات لکھے اور موسم کی سختی اور سفر کی کلفتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے انہوں نے اس بزم کو رونق بخشی۔ میں ان تمام اہل علم کا اور مجلس کے جملہ حاضرین کا دل کی گہرائیوں سے خیرمقدم کرتا ہوں' اور ان کی خدمت میں اپنی اور اپنے رفقاء کی طرف سے ہدیہ تشکر و سپاس پیش کرتا ہوں۔

حضرات محترم!

تحقیق مخطوطات کے موضوع پر علمی مجلس منعقد کرنے کا خیال ہمارے ذہن میں ایک عرصہ سے ہے۔ میں اور میرے ساتھی یہ محسوس کرتے رہے ہیں کہ ہمارے اسلاف کے علمی کاموں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ابھی تک زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر نہیں آ سکا بلکہ مخطوطات

☆ ادارہ تحقیقات اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ قومی سیمینار (۲۵ تا ۲۷ جون ۱۹۹۶ء) کے آغاز میں جناب ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری (ڈائریکٹر جنرل) نے افتتاحی کلمات ارشاد فرمائے' جس سے سیمینار کی غرض و غایت بخوبی اجاگر ہو جاتی ہے' ہم ڈاکٹر صاحب محترم کے ارشادات کو' اس خصوصی اشاعت کے افتتاحیہ کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

کی شکل میں ساری دنیا میں موجود ہے۔ آئی سسکو کے سیکرٹری جنرل کے ایک بیان کے مطابق گزشتہ سو ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں دولاکھ مخطوطات طبع ہو چکے ہیں لیکن ابھی کم و بیش پچاس لاکھ مخطوطات ایسے ہیں جن کو طبع نہیں کیا جا سکا۔ خود ہمارے ملک پاکستان میں کم سے کم ڈیڑھ لاکھ مخطوطات موجود ہیں۔ گزشتہ دو صدیوں کے دوران ہمارے مخطوطات کا ایک معتدبہ حصہ یورپ اور امریکہ منتقل ہو چکا ہے۔ اس علمی نقصان پر ہم کبھی کبھی واویلا بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے قومی ورثہ باہر کے لوگ لوٹ کر یا کوڑیوں کے مول خرید کر ہم سے لے گئے۔ یہ واویلا اپنی جگہ بجا' لیکن علم کے ان لعل و گہر کو کوڑیوں کے دام بیچ دینے کے مجرم تو ہم خود ہیں۔ جو کچھ جا چکا اب اسے واپس نہیں لایا جا سکتا۔ لیکن سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے جو عظیم ورثہ چھوڑا ہے اور جو بیرونی دستبرد سے اب تک محفوظ ہے۔ کیا اس کی کوئی قدر و قیمت واقعی ہمارے دل میں ہے۔ اگر ہم ماضی قریب کو نظرانداز بھی کر دیں اور آج کے ہی حالات کو پیش نظر رکھیں تو ہمیں یہ صورت حال نظر آتی ہے کہ اگرچہ ہم آزاد ہو چکے ہیں اور پہلے کی طرح مادی بے مائیگی کا بھی شکار نہیں' پھر بھی ہم نے ان مخطوطات سے علم کے موتی نکال کر منظر عام پر لانے کی کوئی قابل ذکر کوشش و کاوش نہیں کی۔ کیا اس سلسلے میں ہم نے واقعی اتنا کام کیا ہے کہ اس کی بناء پر ہم بجا طور پر یہ کہہ سکیں کہ ہم اپنے اس علمی دولت و ثروت کے سچے قدردان ہیں اور اسے منظر عام پر لانے کے لئے گہرا جذبہ اور لگن رکھتے ہیں؟ سچی بات تو یہ ہے کہ ہم ان مخطوطات کی جس بے قدری اور اس کے تحفظ کے سلسلے میں جس غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہیں وہ حد درجہ افسوس ناک ہے۔ گزشتہ نسلوں نے اس ورثہ کی کسی نہ کسی حد تک حفاظت کی' لیکن آج ان قلمی کتابوں سے استفادہ کرنے والے اور ان کی قدروقیمت سے واقف لوگوں کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے۔ آج غزالی و رازی' ابن سینا اور ابن ہیثم' ابن خلدون اور ماوردی کی تصنیفات جن لوگوں کے پاس مخطوطات کی شکل میں ہیں ان میں سے کتنے ہیں جو ان کو کوڑیوں کے مول بیچنے میں کوئی تردد کریں گے؟ ممکن ہے بعض لوگ اس حد تک نہ جائیں کہ ان مخطوطات کو بیچ کر خوش ہوں کہ گھر کا کوڑا کباڑ صاف ہو گیا' لیکن ایسے لوگ بھی عام طور پر ان مخطوطات کی علمی و تہذیبی قدروقیمت سے واقف نہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ دولت دیمک کی نذر ہوتی جارہی ہے۔

حضرات محترم!

یہ المناک صورت حال ہم سب کے سامنے ہے۔ دوسری طرف اہل علم سے یہ بات بھی مخفی نہیں کہ ان مخطوطات کا تحفظ اور ان کو تحقیق کے بعد دنیا کے سامنے لانا انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ علمی کاموں کے ذریعہ نہ صرف ہم دنیا کو اس عظیم الشان علمی ورثے سے متعارف کرا سکیں گے بلکہ اس کے ذریعہ ان شاء اللہ ہماری کھوئی ہوئی خوداعتمادی بحال ہو سکے گی' ہم اپنی تہذیبی شناخت کو بازیاب کر سکیں گے اور اس طرح ایک شاندار ماضی کے شعور اور اس سے وابستگی کے ساتھ ہم درخشاں مستقبل کی طرف قدم بڑھا سکیں گے۔

ہمیں اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ اگرچہ پاکستان کو قائم ہوئے پچاس سال ہونے کو آئے لیکن متذکرہ بالا میدان میں ہماری پیش رفت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور جو تھوڑا بہت کام ہوا ہے اس میں ہمارے علمی اداروں اور ہمارے قومی ارادے اور منصوبے کا کوئی دخل نہیں' بلکہ وہ سب کچھ بعض افراد کے ذاتی شوق اور دلچسپی کا نتیجہ ہے۔ یہ امراس درجہ افسوس ناک ہے کہ ہم اس پر جتنا بھی ماتم کریں کم ہے۔ خاص طور پر اس لیے کہ پاکستان بننے کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا اکھنڈ بھارت میں ہمارے اجتماعی تشخص کو اس بات کا شدید خطرہ درپیش تھا کہ ہم وہاں نہ اپنے تصورات کے مطابق بھرپور زندگی گزار سکیں گے اور نہ اپنے تہذیبی ورثہ کو فروغ دے سکیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزوں کی محکومی کے علی الرغم آج سے تقریباً ایک سو سال قبل ۱۸۸۸ء میں حیدر آباد دکن میں کچھ دردمند اور حساس مسلمانوں نے دائرۃ المعارف العثمانیہ قائم کی تھی جس نے ایک سو سال کے عرصہ میں بہت سے نایاب مخطوطات کو تحقیق و تدقیق کے بعد شائع کیا۔ خواہ وہ علوم قرآن کا میدان ہو یا علوم حدیث کا' خواہ وہ فلسفہ کا میدان ہو یا علم کلام کا' خواہ وہ طب کا شعبہ ہو یا کیمیا و طبیعات کا' ہمارے اسلاف کی بیش قیمت تالیفات کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ دائرۃ المعارف العثمانیہ کی کوششوں کی بدولت دنیا کے سامنے آ چکا ہے۔

یہ کام صرف تقسیم ہند تک ہی نہیں ہوتا رہا' بلکہ آج بھی ہو رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام اور علمی ورثہ کی حفاظت اور اس کے احیاء کے لئے جس ملک کو آج علمی دنیا خراج تحسین پیش کرتی ہے وہ پاکستان نہیں' بلکہ ہندوستان ہے۔ یہ صورت حال ہمارے لئے نہایت شرم ناک ہے اس لئے کہ ہم نے ایک الگ ملک جن مقاصد کے تحت بنایا تھا ان میں ایک اہم مقصد یہ تھا

کہ اس آزاد مسلم ریاست میں اسلامی تہذیبی ورثہ کو اجاگر کیا جا سکے گا۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کو اس کام کی اہمیت کا احساس رہا ہے' لیکن اس کے وسائل اس قدر محدود ہیں کہ اب تک ہم نے اس میدان میں قدم رکھنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ لیکن اس سال ہم نے یہ طے کیا کہ جو تھوڑے بہت وسائل اللہ تعالٰی نے ہمیں دیئے ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے ہم ان اہل علم کو ایک جگہ جمع کر دیں جو اس کام میں حصہ لینے اور اس اہم شعبہ علم کی خدمت کرنے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں۔ ہم نے یہ طے کیا کہ ملک کے ماہرین مخطوطات کو اس بات کی دعوت دیں کہ وہ تحقیق مخطوطات کے کام کی اہمیت اور اس کے منہاج کو واضح کریں' اس بات کا جائزہ لیں کہ پاکستان میں ان مخطوطات کے ذخائر کہاں کہاں ہیں اور ان کی تحقیق کے سلسلے میں ہمارے ہاں کیا کام ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس بات پر بھی غور کریں کہ ان مخطوطات کی تحقیق کے سلسلہ میں علمی موضوعات کے اعتبار سے ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم اہل وطن کی توجہ ان تمام مسائل کی طرف مبذول کرا دیں اور اس کے بعد اس مسئلہ کو ان کے شعور اور احساس پر چھوڑ دیں کہ وہ اس کام کو کس طرح کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہو گی اگر ملک کے ارباب حل و عقد اور دوسرے باشعور افراد اس سلسلہ میں آگے بڑھیں اور اس کام کو آگے بڑھانے کے سلسلے میں عملی اقدامات کر سکیں اگر ہماری اس تحریک کے نتیجہ میں ایک اچھے منصوبے کے مطابق منظّم طریقے پر اس کام کا آغاز ہو سکے تو ہمیں ہماری کوشش کا پھل مل گیا۔ آپ اہل علم سے ہمیں جس بڑے فائدے کی توقع ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ اس کام کی اہمیت بھی واضح ہو سکے گی اور آپ ان لوگوں کے ضمیر کو جھنجھوڑ سکیں گے جو اس کام کو کرنے کی علمی صلاحیت رکھتے ہیں یا جو ان وسائل کو فراہم کر سکتے ہیں جو اس کام کے لئے درکار ہیں۔

اصحاب علم و فضل!

اس افتتاحی اجلاس کا تقاضا تھا کہ میں اپنے منصب کے اعتبار سے آپ کے لئے رسمی مقدم کے کلمات کہتا' لیکن میں نے یہ چاہا کہ میں اور میرے رفقاء اس مسئلہ پر جو کچھ سوچتے رہے ہیں اسے آپ کے سامنے بلاکم و کاست پیش کر دیا جائے اور پھر آپ سے درخواست کی جائے کہ آپ زیر غور مسائل پر علمی گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق مخطوطات کے عملی تقاضوں کو بھی اپنے

سنجیدہ غور و فکر کا موضوع بنائیں اور ایسی تجاویز اور منصوبے پیش کریں کہ تحقیق مخطوطات کے کام کا ٹھوس بنیادوں پر آغاز کیا جا سکے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم یہ کام اخلاص کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کریں گے تو وہ اس کام کی مدد ایسے بے شمار طریقوں سے کرے گا جس کا ہم ابھی تصور بھی نہیں کر سکتے۔ وہ معمولی سا قدم جو یہ ادارہ آج اٹھا رہا ہے کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور برکت کی بدولت سینکڑوں کاروانوں کو جنم دے۔ اس موقع پر مجھے یہ مقولہ بھی یاد آرہا ہے کہ ہزاروں میل کے سفر کا آغاز بھی ایک قدم سے ہی ہوتا ہے۔

حضرات گرامی!

اپنی گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے میں آپ سب حضرات کو دوبارہ خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ آپ کی اس نوازش کا پوری طرح شکریہ ادا کر سکوں۔ آپ سب میرے لئے بہت معزز و مکرم ہیں اور میں آپ سب کی کرم فرمائی کے لئے تہہ دل سے مشکور ہوں۔ لیکن آپ کی اجازت سے میں دو حضرات کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا' ایک جناب ملک معراج خالد صاحب کا جو ہم سب کے بزرگ ہیں۔ جس طرح اس یونیورسٹی کے سب ہی لوگ ان کی سرپرستی پر نازاں ہیں اسی طرح اس ادارے کے تمام افراد بھی ان کی تائید اور سرپرستی پر مفتخر ہیں۔ اسی طرح میں اپنے مخلصانہ جذبات تشکر ڈاکٹر نصیر احمد شیخ صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ڈاکٹر نصیر اے شیخ سے میرے دیرینہ مراسم مودت و اخوت ہیں۔ اس طویل تعلق کی بنا پر جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ ڈاکٹر نصیر احمد شیخ پاکستان کی جامعات کی امیدوں کا مرکز اور ان کے لئے ایک سہارا بنتے جا رہے ہیں تو مجھے خوشی محسوس ہوتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان کی چیئرمینی کے زمانہ میں کاروان علم و تحقیق صحیح رخ پر تیز گام ہو سکے۔ اور وہ اس کی رہنمائی بھی فرمائیں اور اس کے لئے زادسفر کا بھی اہتمام کریں۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اخلاص عمل کی توفیق سے مالا مال فرمائے' اور ہمیں اس علم نافع سے نوازے جو ہماری ذاتی زندگیوں کو بھی سنوار دے اور ہماری امت کی بگڑی کو بھی بنا دے۔

اداره کی تازہ تصنیف

حیات انسانی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق قرآن حکیم کی ابدی ہدایات پر مشتمل ادارہ کی تازہ پیشکش

,,موضوعات قرآن اور انسانی زندگی،،

معروف محقق خواجہ عبدالوحید کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ فاضل مصنف نے سلیس اور رواں اردو زبان میں قرآنی احکامات کو نہایت دلکش انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ۹×۷ سائز کے ۴۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت صرف ۲۰۰ روپے مقرر کی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ : افسر مطبوعات، ادارہ تحقیقات اسلامی،
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،
اسلام آباد۔